خیرکم من تعلم القرآن و علمہ

تفسیر سورۃ الحجرات والحدید

سوالاً جواباً اسائنمنٹ

مرتب: محمد افضل رضا عطاری

سنِ اشاعت: 2027

شعبہ: فیضان آن لائن اکیڈمی

تفسیر سورۃ الحجرات و الحدید

بفیضان نظر

مدرس : استاد محترم حضرت علامہ محمد قاسم خان عطاری المدنی

مرتب و کمپوزر: محمد افضل رضا عطاری باب الاسلام سندھ گھوٹکی

شعبہ: جامعۃ المدینہ آن لائن بوائز (فیضان آن لائن اکیڈمی)

دعوت اسلامی زندہ آباد

مزید کتب کے اسائمنٹ حاصل کرنے کے لیے ہمارا واٹس ایپ اور انسٹاگرام گروپ جوائن فرمائیں

AFZAL RAZA ATTARI QADRI

WhatsApp Number: 03085563948

صَلُّوْا عَلَي الْحَبِيب! صَلَّي اللہ تَعَالٰي عَلٰي مُحَمَّد

Update File { 2027 }

{سورۃ الحجرات}

سوال: سورۃ الحجرات کہاں نازل ہوئی اور حجرات نام رکھنے کی وجہ بیان کریں نیز مرکزی مضمون تحریر فرمائیں؟

جواب: سورۂ حجرات مدینہ منورہ میں نازل ہوئی ہے حجرات کا معنیٰ '' حجرے اور کمرے'' ہیں ،اور اس سورت کی آیت نمبر4میں حجرات کالفظ ہے اسی مناسبت سے اس سورت کانام ''سورۃُ الْحُجرات'' ہے۔اس سورت کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ اس سورت میں متعدد اُمور میں مسلمانوں کی تربیت فرمائی گئی ہے۔

سوال: سورۃ الحجرات کی اپنے سے ماقبل سورت سورۃ فتح کہ ساتھ کیا مناسبت ہے ؟

جواب: سورۂ حجرات کی اپنے سے ما قبل سورت ''فتح'' کے ساتھ ایک مناسبت یہ ہے کہ سورۂ فتح میں کفار کے ساتھ جہاد کرنے کے بارے میں بیان ہوا اور سورۂ حجرات میں باغیوں کے ساتھ جہاد کرنے کے بارے میں بیان ہوا۔ دوسری مناسبت یہ ہے کہ دونوں سورتوں میں حضورِ اَقدس صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی عظمت و شان اور مقام و مرتبہ بیان کیاگیا ہے۔

سوال: سورۃ الحجرات کی پہلی آیت {یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اتَّقُوا اللّٰهَؕ-اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ} کا ترجمہ و شان نزول بیان کریں ؟

جواب: ترجمہ کنزالعرفان : اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ سننے والا، جاننے والاہے۔اس آیت کے شان نزول سے متعلق مختلف روایات ہیں ،ان میں سے دو رِوایات درجِ ذیل ہیں،

(1)...چند لوگوں نے عیدُالاَضْحیٰ کے دِن سر کارِ دو عالَم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے پہلے قربانی کرلی تو ان کو حکم دیا گیا کہ دوبارہ قربانی کریں ۔ (2)حضرت عائشہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہَا سے مروی ہے کہ بعض لوگ رمضان سے ایک دن پہلے ہی روزہ رکھنا شروع کردیتے تھے،ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی اور حکم دیا گیا کہ روزہ رکھنے میں اپنے نبی صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے آگے نہ بڑھو۔

سوال: اللہ تبارک وتعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری دینے کہ کیا آداب سکھائے ہیں ؟

جواب: پہلا ادب یہ ہے کہ اے ایمان والو! جب نبیٔ کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ تم سے کلام فرمائیں اور تم ان کی بارگاہ میں کچھ عرض کرو تو تم پر لازم ہے کہ تمہاری آواز ان کی آواز سے بلند نہ ہو بلکہ جو عرض کرنا ہے وہ آہستہ اور پست

آواز سے کرو۔ **دوسرا ادب** یہ ہے کہ حضورِ اَقدس صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو ندا کرنے میں ادب کا پورا لحاظ رکھو اور جیسے آپس میں ایک دوسرے کو نام لے کر پکارتے ہو اس طرح نہ پکارو بلکہ تمہیں جو عرض کرنا ہو وہ ادب و تعظیم اور توصیف وتکریم کے کلمات اور عظمت والے اَلقاب کے ساتھ عرض کرو جیسے یوں کہو: یا رسولَ اللہ! صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ، یا نَبِیَّ اللہ! صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، کیونکہ ترکِ ادب سے نیکیوں کے برباد ہونے کا اندیشہ ہے اور اس کی تمہیں خبر بھی نہ ہو گی۔

سوال: آیت لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ کے نزول کے بعد صحابۂ کرام رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمْ کا کیا حال تھا کوئی ایک واقعہ بیان کریں؟

جواب: ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے مسجدِ نبوی میں دو شخصوں کی بلند آواز سنی تو آپ (ان کے پاس) تشریف لائے اور فرمایا"کیا تم دونوں جانتے ہو کہ کہاں کھڑے ہو؟پھر ارشاد فرمایا: تم کس علاقے سے تعلق رکھتے ہو؟ دونوں نے عرض کی: ہم طائف کے رہنے والے ہیں :ارشاد فرمایا: اگر تم مدینہ منورہ کے رہنے والے ہوتے تو میں (یہاں آواز بلند کرنے کی وجہ سے) تمہیں ضرور سزا دیتا (کیونکہ مدینہ منورہ میں رہنے والے دربارِ رسالت صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے آداب سے خوب واقف ہیں)۔

سوال: بارگاہِ رسالت صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا جو ادب و احترام بیان ہوا، وہ آپ کی ظاہری حیات مبارکہ کہ ساتھ خاص تھا یا ان کہ ظاہری وصال فرما جانے کہ بعد بھی وہی حکم ہے ؟

جواب: بارگاہِ رسالت صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا جو ادب و احترام اس بیان ہوا، یہ آپ کی ظاہری حیاتِ مبارکہ کے ساتھ ہی خاص نہیں ہے بلکہ آپ کی وفات ِظاہری سے لے کر تا قیامت بھی یہی ادب و احترام باقی ہے مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں :اب بھی حاجیوں کو حکم ہے کہ جب روضۂ پاک پر حاضری نصیب ہو تو سلام بہت آہستہ کریں اور کچھ دور کھڑے ہوں بلکہ بعض فُقہا نے تو حکم دیاہے کہ جب حدیث پاک کا درس ہو رہا ہو تو وہاں دوسرے لوگ بلند آواز سے نہ بولیں کہ اگرچہ بولنے والا (یعنی حدیث پاک کا درس دینے والا) اور ہے مگر کلام تو رسولُ اللہ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا ہے ۔

سوال: بارگاہِ رسالت صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ میں کیسی آواز بلند کرنا منع ہے ؟

جواب: بارگاہِ رسالت صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ میں ایسی آواز بلند کرنا منع ہے جو آپ کی تعظیم وتوقیر کے برخلاف ہے اور بے ادبی کے زُمرے میں داخل ہے اور اگر اس سے بے ادبی اور توہین کی نیت ہو تو یہ کفر ہے۔

سوال: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادب کس چیز کا تقویٰ ہے ؟

جواب: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادب دل کا تقویٰ ہے۔

سوال: سورۃ الحجرات کی آیت نمبر 4 {اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ} کا ترجمہ و شان نزول بیان فرمائیں؟

جواب: ترجمہ کنزالعرفان: بیشک جو لوگ آپ کو حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں۔

شانِ نزول: بنو تمیم کے چند لوگ دوپہر کے وقت رسولِ کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی خدمت میں پہنچے ،اس وقت حضورِ اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ آرام فرما رہے تھے، ان لوگوں نے حُجروں کے باہر سے حضورِ اقدس صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو پکارنا شروع کر دیا اور حضور پُر نور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ باہر تشریف لے آئے، ان لوگوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی اور رسولِ کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی جلالت ِشان کو بیان فرمایا گیا کہ سیّد المرسلین صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بارگاہِ اقدس میں اس طرح پکارنا جہالت اور بے عقلی ہے۔

سوال:کیا صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین گناہوں کہ مرتکب ہو سکتے ہیں؟

جواب: تمام صحابہ ٔکرام رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمْ کفروفسق اورگناہ سے دلی بیزارہیں ،ان کے دلوں میں ایمان ،تقویٰ اور رُشد و ہدایت ایسی رَچ گئی ہے جیسے گلاب کے پھول میں رنگ وبُو۔

سوال: سورۃ الحجرات آیت نمبر 9 { وَ اِنْ طَآىٕفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَاۚ} کا شان نزول بیان فرمائیں ؟

جواب: شانِ نزول: ایک مرتبہ نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ دراز گوش پر سوار ہو کر تشریف لے جارہے تھے ،اس دوران انصار کی مجلس کے پاس سے گزرہوا تووہاں تھوڑی دیر ٹھہرے ، اس جگہ دراز گوش نے پیشاب کیا تو عبداللہ بن اُبی نے ناک بند کرلی۔ یہ دیکھ کر حضرت عبداللہ بن رواحہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا ’’حضورِ اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے دراز گوش کا پیشاب تیرے مشک سے بہتر خوشبو رکھتا ہے۔ حضور پُر نور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ تو تشریف لے گئے لیکن ان دونوں میں بات بڑھ گئی اور ان دونوں کی قومیں آپس میں لڑپڑیں اور ہاتھا پائی تک نوبت پہنچ گئی، صورتِ حال معلوم ہونے پر سرکارِ دو عالَم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ واپس تشریف لائے اور ان میں صلح کرادی، اس معاملے کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی اور ارشاد فرمایا گیا’’ اے ایمان والو!اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑپڑیں تو تم سمجھا کر ان میں صلح کرادو،پھر اگران میں سے ایک دوسرے پر ظلم اور زیادتی کرے اور صلح کرنے سے انکار کر دے تو مظلوم کی

حمایت میں اس زیادتی کرنے والے سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف پلٹ آئے ،پھر اگر وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف پلٹ آئے تو انصاف کے ساتھ دونوں گروہوں میں صلح کروادو اور دونوں میں سے کسی پر زیادتی نہ کرو (کیونکہ اس جماعت کو ہلاک کرنا مقصود نہیں بلکہ سختی کے ساتھ راہِ راست پر لانا مقصود ہے) اور صرف اس معاملے میں ہی نہیں بلکہ ہر چیز میں عدل کرو، بیشک اللہ تعالیٰ عدل کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے تو وہ انہیں عدل کی اچھی جزادے گا۔

سوال: مسلمانوں میں صلح کروانے کی فضیلت بیان کریں ؟

جواب: حضرت ابو درداء رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے،رسولِ کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ’’کیا میں تمہیں ایسا کام نہ بتاؤں جو درجے میں روزے ،نماز اور زکوۃ سے بھی افضل ہو،صحابۂ کرام رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمْ نے عرض کی: یا رسولَ اللہ! صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، کیوں نہیں ۔ارشاد فرمایا: ’’آپس میں صلح کروا دینا۔

سوال: ظالم کی مدد کرنے سے کیا مراد ہے حدیث مبارکہ کی روشنی میں بیان کریں ؟

جواب: حضرت انس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولُ اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ’’اپنے بھائی کی مدد کر وخواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ کسی نے عرض کی، یا رسولَ اللہ! صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، اگر وہ مظلوم ہو تو مدد کروں گا لیکن ظالم ہو تو کیسے مدد کروں ؟ارشاد فرمایا ’’اس کو ظلم کرنے سے روک دے یہی (اس کی)مدد کرنا ہے۔

سوال: مظلوم کی حمایت اور فریاد رَسی کرنے کی فضیلت بیان کریں؟

جواب: حضرت انس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولِ کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ’’جو کسی مظلوم کی فریاد رسی کرے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے 73 مغفرتیں لکھے گا، ان میں سے ایک سے اس کے تمام کاموں کی درستی ہوجائے گی اور 72 سے قیامت کے دن اس کے درجے بلند ہوں گے۔

سوال: صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کہ متعلق اہلسنت کا کیا عقیدہ ہے ؟

جواب: اہلسنّت کے خواص اور عوام پہلے سے آخری درجے تک کے تمام صحابۂ کرام رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمْ کو انتہاء درجے کا نیک اور متقی جانتے ہیں اور ان کے اَحوال کی تفاصیل کہ کس نے کس کے ساتھ کیاکیا اور کیوں کیا،اس پر نظر کرنا حرام مانتے ہیں ۔تابعین سے لے کر قیامت تک امت کا کوئی بڑے سے بڑا ولی کسی کم مرتبے والے صحابی کے رتبہ تک نہیں پہنچ سکتا ۔

سوال: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مشاجرات کے متعلق ہمارا کیا عیقدہ ہونا چاہیے ؟

جواب: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مشاجرات کے متعلق ہمارا عقیدہ یہ ہونا چاہیے کہ وہ سب بزرگ اور برگزیدہ ہستیاں تھیں۔ ان کے درمیان جو بھی اختلافات ہوئے، وہ ان کے اجتہاد کی بنیاد پر تھے۔ ان کے اجتہاد میں خطا کا امکان موجود ہے، لیکن ان کی نیتیں پاک اور اللہ کی رضا کے حصول کے لیے تھیں۔ہمیں ان کے باہمی اختلافات میں پڑنے سے گریز کرنا چاہیے اور ان کے بارے میں حسن ظن رکھنا چاہیے۔ ان کی فضیلت اور مرتبے کو تسلیم کرنا اور ان کے لیے دعائے خیر کرنا ہمارا ایمانی فریضہ ہے۔ اہل سنت والجماعت کا یہی عقیدہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین ہمارے لیے مشعل راہ ہیں اور ان کے نقش قدم پر چلنا ہمارے لیے باعث سعادت ہے۔ ان کے باہمی معاملات اللہ کے سپرد ہیں اور ہمیں ان میں کسی قسم کی تنقیص یا بدگوئی سے اجتناب کرنا چاہیے۔

سوال: مسلمانوں کہ باہمی تعلق کہ بارے میں حدیث مبارکہ بیان کریں ؟

جواب: حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنۡہُ سے روایت ہے، رسولِ اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا’’مسلمان ،مسلمان کابھائی ہے وہ اس پرظلم کرے نہ اس کورُسواکرے ،جوشخص اپنے بھائی کی ضرورت پوری کرنے میں مشغول رہتاہے اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت پوری کرتاہے اورجوشخص کسی مسلمان سے مصیبت کودورکرتاہے تواللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے مَصائب میں سے کوئی مصیبت دُورفرمادے گااورجوشخص کسی مسلمان کاپردہ رکھتاہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کاپردہ رکھے گا۔

سوال: سورۃ الحجرات کی آیت نمبر 11 کہ اس حصے {وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُنَّ خَیْرًا مِّنْهُنَّ کا شان نزول بیان کریں ؟

جواب: شانِ نزول: آیت ِمبارکہ کے اس حصے کے نزول سے متعلق دو رِوایات درج ذیل ہیں ،

(1)…حضر ت انس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنۡہُ فرماتے ہیں :یہ آیت رسولُ اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی اَزواجِ مُطَہَّرات رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنۡہُنَّ کے متعلق نازل ہوئی ہے،انہوں نے حضرت اُمِّ سلمہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنۡہَا کوچھوٹے قد کی وجہ سے شرمندہ کیا تھا۔(2)… حضرت عبداللہ بن عبا س رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنۡہُمَا فرماتے ہیں : آیت کا یہ حصہ اُمُّ المومنین حضرت صفیہ بنت حُیَی رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنۡہَا کے حق میں اس وقت نازل ہوا جب انہیں حضورِ اقدس صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی ایک زوجۂ مُطَہَّرہ نے یہودی کی بیٹی کہا۔

سوال: مذاق اُڑانے کا شرعی حکم اور اس فعل کی مذمت بیان کریں ؟

جواب: مذاق اُڑانے کا شرعی حکم بیان کرتے ہوئے حضرت علامہ عبد المصطفٰی اعظمی رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں : اہانت اور تحقیر کیلئے زبان یا اشارات، یا کسی اور طریقے سے مسلمان کا مذاق اڑانا حرام و گناہ ہے کیونکہ اس سے ایک مسلمان کی تحقیر اور اس کی ایذاء رسانی ہوتی ہے اور کسی مسلمان کی تحقیر کرنا اوردکھ دینا سخت حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے جیسا کہ حضرت عباس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ''اپنے بھائی سے نہ جھگڑا کرو، نہ اس کا مذاق اڑاؤ، نہ اس سے کوئی ایسا وعدہ کرو جس کی خلاف ورزی کرو۔

سوال: خوش طبعی کرنے کا حکم بیان کریں ؟

جواب: مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں ''حضور پُرنور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے کبھی کبھی خوش طبعی کرنا ثابت ہے ، اسی لیے علماءِ کرام فرماتے ہیں کہ کبھی کبھی خوش طبعی کرنا سنتِ مُستحبہ ہے۔

سوال: سیّدِ المرسلین صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی خوش طبعی کرنے کا کوئی واقعہ بیان کریں ؟

جواب: حضرت زید بن اسلم رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں : حضرت اُمِّ ایمن رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہَا نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا:میرے شوہر آپ کو بلا رہے ہیں ۔ارشاد فرمایا''کون،وہی جس کی آنکھ میں سفیدی ہے؟عرض کی:اللہ تعالیٰ کی قسم !ان کی آنکھ میں سفیدی نہیں ہے ۔ارشاد فرمایا''کیوں نہیں ، بے شک اس کی آنکھ میں سفیدی ہے ۔عرض کی :اللہ تعالیٰ کی قسم!ایسا نہیں ہے۔نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا'' کیاکوئی ایسا ہے جس کی آنکھ میں سفیدی نہ ہو(آپ نے اس سے وہ سفیدی مراد لی تھی جو آنکھ کے سیاہ حلقے کے ارد گرد ہوتی ہے)۔

(2) حضرت انس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں : ایک شخص نے رسولُ اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے سواری مانگی تو ارشاد فرمایا'' ہم تمہیں اونٹنی کے بچے پر سوار کریں گے۔اس نے عرض کی : میں اونٹنی کے بچے کا کیا کروں گا؟ رسولِ کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشادفرمایا'' اونٹ کو اونٹنی ہی تو جنم دیتی ہے

سوال: طعنہ دینے کی مذمّت پر احادیث مبارکہ تحریر فرمائیں ؟

جواب: حضرت ابودرداء رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے ، رسولُ اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ''بہت لعن طعن کرنے والے قیامت کے دن نہ گواہ ہوں گے نہ شفیع۔

(2)حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنہُ سے روایت ہے، رسولُ اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ’’مومن نہ طعن کرنے والا ہوتا ہے، نہ لعنت کرنے والا، نہ فحش بکنے والا بے ہودہ ہوتا ہے۔

سوال: گمان کی اَقسام اور ان کا شرعی حکم بیان کریں نیز کس صورت میں بدگمانی کرنا حرام نہیں ؟

جواب: گمان کی کئی اَقسام ہیں ،ان میں سے چار یہ ہیں : (1)واجب ،جیسے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اچھا گمان رکھنا۔ (2)مُستحب، جیسے صالح مومن کے ساتھ نیک گمان رکھنا۔ (3)ممنوع حرام ۔ جیسے اللہ تعالیٰ کے ساتھ برا گمان کرنا اور یونہی مومن کے ساتھ برا گمان کرنا۔ (4)جائز، جیسے فاسقِ مُعْلِن کے ساتھ ایسا گمان کرنا جیسے افعال اس سے ظہور میں آتے ہوں ۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضاخان رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ فرماتے ہیں :مسلمان پر بدگمانی خود حرام ہے جب تک ثبوتِ شرعی نہ ہو۔

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ فرماتے ہیں :بے شک مسلمان پر بد گمانی حرام ہے مگر جبکہ کسی قرینہ سے اس کا ایسا ہونا ثابت ہوتا ہو(جیسا اس کے بارے میں گمان کیا) تو اب حرام نہیں ،مثلاً کسی کو (شراب بنانے کی) بھٹی میں آتے جاتے دیکھ کر اسے شراب خور گمان کیا تواس کا قصور نہیں (بلکہ بھٹی میں آنے جانے والے کا قصور ہے کیونکہ) اُس نے موضعِ تہمت (یعنی تہمت لگنے کی جگہ) سے کیوں اِجتناب نہ کیا۔

سوال: بدگمانی کہ دینی و دنیوی نقصانات تحریر فرمائیں ؟

جواب: بدگمانی کہ 2 دینی نقصانات: (1)...جس کے بارے میں بد گمانی کی ،اگر اُس کے سامنے اِس کا اظہار کر دیا تو اُس کی دل آزاری ہو سکتی ہے اور شرعی اجازت کے بغیر مسلمان کی دل آزاری حرام ہے ۔

(2)...اگر ا س کی غیر موجودگی میں دوسرے کے سامنے اپنے برے گمان کا اظہار کیاتو یہ غیبت ہو جائے گی اور مسلمان کی غیبت کرنا حرام ہے ۔

بدگمانی کہ دنیوی نقصانات: بدگمانی کرنے سے دو بھائیوں میں دشمنی پیدا ہو جاتی ہے،ساس اور بہو ایک دوسرے کے خلاف ہو جاتے ہیں ، شوہر اور بیوی میں ایک دوسرے پر اعتماد ختم ہوجاتا اور بات بات پر آپس میں لڑائی رہنے لگتی ہے اور آخر کاران میں طلاق اور جدائی کی نوبت آجاتی ہے ،بھائی اور بہن کے درمیان تعلقات ٹوٹ جاتے ہیں اور یوں ایک ہنستا بستا گھر اجڑ کر رہ جاتا ہے

سوال: بدگمانی کا علاج بیان کریں؟

جواب: امام محمد غزالی رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں : شیطان آدمی کے دل میں بدگمانی ڈالتاہے تومسلمان کوچاہیے کہ وہ شیطان کی تصدیق نہ کرے اوراس کوخوش نہ کرے حتّٰی کہ اگرکسی کے منہ سے شراب کی بوآرہی ہوتوپھربھی اس پر حد لگانا جائز نہیں کیونکہ ہوسکتاہے اس نے شراب کاایک گھونٹ پی کرکلی کردی ہویاکسی نے اس کو جبراً شراب پلادی ہو اوراس کااِحتمال ہے تووہ دل سے بدگمانی کی تصدیق کرکے شیطان کوخوش نہ کرے (اگرچہ مذکورہ صورت میں بدگمانی کا گناہ نہیں ہوگا لیکن بچنے میں پھر بھی بھلائی ہی ہے)

سوال: مسلمانوں کہ عیب تلاش کرنے کی احادیث کی روشنی میں مذمت بیان کریں؟

جواب: حضرت ابوبرزہ اسلمی رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولُ اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا ’’اے ان لوگوں کے گروہ، جو زبان سے ایمان لائے اور ایمان ان کے دلوں میں داخل نہیں ہوا، مسلمانوں کی غیبت نہ کرو اور ان کی چھپی ہوئی باتوں کی ٹٹول نہ کرو، اس لیے کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی چھپی ہوئی چیز کی ٹٹول کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کی پوشیدہ چیز کی ٹٹول کرے (یعنی اسے ظاہر کر دے) گا اور جس کی اللہ (عَزَّوَجَلَّ) ٹٹول کرے گا (یعنی عیب ظاہر کرے گا) اس کو رسوا کردے گا، اگرچہ وہ اپنے مکان کے اندر ہو۔

سوال: عیب چھپانے کہ فضائل پر کوئی احادیث مبارکہ تحریر فرمائیں ؟

جواب: حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے ، نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ’’جس نے کسی مسلمان کے عیب پر پردہ رکھا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے عیوب پرپردہ رکھے گا۔

سوال: غیبت کی تعریف اور اس کی مذمّت بیان کریں ؟

جواب: تعریف: صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں : غیبت کے یہ معنی ہیں کہ کسی شخص کے پوشیدہ عیب کو (جس کو وہ دوسروں کے سامنے ظاہر ہونا پسند نہ کرتا ہو) اس کی برائی کرنے کے طور پر ذکر کرنا اور اگر اس میں وہ بات ہی نہ ہو تو یہ غیبت نہیں بلکہ بہتان ہے۔ غیبت کی مذمت سے متعلق احادیث: حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسولُ اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: جس نے دنیامیں اپنے بھائی کاگوشت کھایا اس کے پاس قیامت کے دن اس کے بھائی کا گوشت لایا جائے گا اور اس سے کہا جائے گاتم جس طرح دنیا میں اپنے مردہ بھائی کاگوشت کھاتے تھے اب زندہ کاگوشت کھاؤوہ چیخ مارتاہوااورمنہ بگاڑتا ہوا کھائے گا۔

سوال: نسب کے ذریعے فخر وتکبر کرنے کی مذمت بیان کریں ؟

جواب: نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایالوگوں کو اپنے آباؤ آجداد پر فخر کرنا چھوڑدینا چاہیے وہ جہنم میں کوئلہ بن گئے یا وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کیڑوں سے بھی زیادہ ذلیل ہیں جو اپنے ناک سے گندگی کو دھکیلتے ہیں۔

سوال: عزت اور فضیلت کا مدار کس چیز پر ہے حدیث مبارکہ کی روشنی میں بیان کریں ؟

جواب: حضرت علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے روایت ہے، نبیٔ کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ’’جب قیامت کا دن ہوگا تو بندوں کو اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا کیا جائے گا اس حال میں کہ وہ غیرمختون ہوں گے اوران کی رنگت سیاہ ہوگی،تواللہ تعالیٰ ارشادفرمائے گا: ’’اے میرے بندو!میں نے تمہیں حکم دیا اورتم نے میرے حکم کو ضائع کردیااورتم نے اپنے نسبوں کو بلند کیا اور انھی کے سبب ایک دوسرے پر فخر کرتے رہے ،آج کے دن میں تمہارے نسبوں کو حقیر و ذلیل قرار دے رہا ہوں ،میں ہی غالب حکمران ہوں ،کہاں ہیں مُتَّقی لوگ؟کہاں ہیں متقی لوگ؟ بیشک اللہ تعالیٰ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔

سوال: سورۃ الحجرات کی آیت نمبر 14 {قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّاؕ} کا شان نزول بیان کریں ؟

جواب: شانِ نزول:بنو اسد بن خزیمہ کے کچھ لوگ خشک سالی کے زمانہ میں رسولِ کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام کا اظہار کیا ، ان لوگوں نے مدینہ کے راستوں میں گندگی پھیلائی اوران کی وجہ سے وہاں غلہ کے دام بڑھ گئے اور دوسری طرف صبح و شام رسولِ کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی خدمت میں آکر اپنے اسلام لانے کا احسان جتاتے اور کہتے: ہمیں کچھ دیجئے۔ ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی اور ارشاد فرمایا گیا:دیہاتیوں نے کہا: ہم ایمان لے آئے، اے حبیب! صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، آپ ان سے فرمادیں تم سچے دل سے ایمان تو نہیں لائے ہاں یوں کہوکہ ہم ظاہری طور پر فرمانبردار ہوئے اور ابھی ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا اور اگر تم ظاہری و باطنی طورپر، سچائی اور اخلاص کے ساتھ نفاق کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے نیک اعمال کے ثواب سے کچھ کمی نہیں کرے گا بلکہ تمہیں اپنی شان کے لائق جزا دے گا جو تمہارے وہم و گمان سے باہر ہے، بیشک اللہ تعالیٰ بندوں کے گناہوں پر پردہ ڈال کر انہیں بخشنے والا اور انہیں توبہ کی ہدایت دے کر ان پر مہربانی فرمانے والا ہے۔

سوال: کیا مخلوق میں سے کسی کا حضورِ آقدس صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر احسان ہے؟

جواب: کسی مخلوق کا حضور پُر نور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر احسان نہیں بلکہ سب پر حضورِ اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا احسان ہے کہ ہمیں جو نعمتیں ملیں وہ حضور پُر نور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے طفیل ہی ملیں، اگر تمام جہان کافر ہو جائے تو حضورِ اقدس صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا کچھ نہیں بگڑتا اور اگر تمام دنیا مومن و مُتَّقی ہو جائے تو حضورِ انور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر کچھ احسان نہیں، اگر ہم سورج سے نور لے لیں تو ہمارا احسان سورج پر نہیں بلکہ اس کا ہم پر احسان ہے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

{سورۃ الحدید}

سوال: سورۃ الحدید کہاں نازل ہوئی نیز حدید نام رکھنے کی وجہ بیان کریں اور سورۃ الحدید کی فضیلت بیان کریں؟

جواب: مقامِ نزول: سورۂ حدید کے مقامِ نزول کے بارے میں ایک قول یہ ہے کہ مکیہ ہے اور ایک قول یہ ہے کہ مدنیہ ہے۔

''حدید ''نام رکھنے کی وجہ : عربی میں لوہے کو حدید کہتے ہیں اوراس سورت کی آیت نمبر 25 میں اللہ تعالیٰ نے حدید یعنی لوہے کے فوائد بیان فرمائے ہیں ، اسی مناسبت سے اس سورت کا نام ''سورۂ حدید ''رکھا گیا۔

سورۂ حدید کی فضیلت: حضرت عرباض بن ساریہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں : ''تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سونے سے پہلے مُسَبِّحَاتْ (سورتوں) کی تلاوت فرماتے اور ارشاد فرماتے ''ان سورتوں میں ایک ایسی آیت ہے جو ہزار آیتوں سے بہتر ہے۔

سوال: سورۂ حدید کا مرکزی مضمون تحریر فرمائیں ؟

جواب: اس سورت کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ اس میں عقیدے اور ایمان سے متعلق،جہاد اور راہِ خدا میں خرچ کرنے کے بارے میں اور ان کے علاوہ دیگرچیزوں سے متعلق شرعی اُمور بیان کئے گئے ہیں ۔

سوال: جو کچھ زمین و آسمان میں ہے وہ اللہ پاک کی پاکی کس طرح بیان کرتے ہیں؟

جواب: جو کچھ زمین و آسمانوں میں ہے چاہے وہ جاندار ہو یا بے جان،سب زبانِ حال اور زبانِ قال سے اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتے ہیں یعنی یہ کہ وہ اللہ ذات میں ،صفات میں ،اَفعال میں اور اَحکام میں ہر نقص و عیب سے پاک ہے اوراس کے رب ہونے کا اقرار کرتے اور اس کی اطاعت کا یقین رکھتے ہیں اور وہی اللہ عَزَّوَجَلَّ غالب اور کامل قدرت والا اور اپنے تمام افعال میں حکمت والا ہے۔

سوال: سورہ حدید کی آیت نمبر تین میں اللہ پاک کی کتنی اور کون کون سی صفات بیان ہوئی ہیں ؟

جواب: اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی پانچ صفات بیان ہوئی ہیں ۔

پہلی صفت:وہی اول ہے ۔اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات اور صفات کے اعتبار سے ہر چیز سے پہلے ہے کہ وہ اس وقت بھی تھا جب کسی چیز کا وجود نہ تھا،اس کے لئے کوئی ابتداء نہیں ۔

دوسری صفت:وہی آخر ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کے ہلاک اور فنا ہونے کے بعد رہنے والا ہے کہ سب فنا ہوجائیں گے اور وہ ہمیشہ رہے گا، اس کے لئے کوئی انتہا نہیں ۔

تیسری صفت:وہی ظاہر ہے۔اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دلائل وبراہین سے ایسا ظاہر ہے کہ ذرے ذرے میں اس کے وجود پر دلالت کرنے والے دلائل موجود ہیں ۔ اللہ تعالیٰ کے ظاہر ہونے کے معنی یہ ہیں کہ وہ ہر چیز پر غالب ہے۔

چوتھی صفت:وہی باطن ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ حواس اللہ تعالیٰ کا اِدراک کرنے سے عاجز ہیں اور اس کی ذات ایسی پوشیدہ ہے کہ عقل کی اس تک رسائی نہیں اور یہ پوشیدگی دنیا اور آخرت دونوں میں ہے۔

پانچویں صفت:وہی ہمیشہ سے ہمیشہ تک ہر شے کو ہر طرح سے جانتا ہے۔

سوال: کیا نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بھی اول ،آخر ،ظاہر اور باطن ہیں ؟ اگر ہیں تو کس بنا پر ؟

جواب: سیدِ المرسلین صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اوّل بھی ہیں ، آخر بھی ہیں ، ظاہر بھی ہیں ، باطن بھی ہیں اور سب کچھ جانتے بھی ہیں ۔چنانچہ آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی اَوّلِیَّت اس بنا پر ہے کہ موجودات کی تخلیق میں سب سے اول ہیں،آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مرتبۂ نبوت میں بھی سب سے اول ہیں، میثاق کے دن سب جہاں والوں سے پہلے آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے جواب دیا۔شفاعت کا دروازہ سب سے پہلے آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے لئے کھلے گا۔ جنت میں سب سے پہلے آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ داخل ہوں گے۔ اس اَوّلِیَّت کے باوجود بِعثَت و رسالت میں آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سب سے آخر ہیں ۔کتابوں میں آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر نازل ہونے والی کتاب قرآنِ کریم اور آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا دین سب سے آخری ہے۔آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے ظاہر سے مراد یہ ہے کہ آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ہی کے اَنوار نے پورے آفاق کو گھیر رکھا ہے جس سے سارا جہان روشن ہے ،مخلوق میں سے کسی کا ظہور آپ کے ظہور کی مانند اور کسی کا نور آپ کے نور کے ہم پلہ نہیں اور باطن سے مراد آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے وہ اَسرار ہیں جن کی حقیقت کا اِدراک مخلوق کے لئے ناممکن ہے اور دور ونزدیک کے لوگ آپ کے جمال اور کمال میں کھو کر رہ گئے۔

سوال: راہِ خدا میں خرچ کرنے کی فضیلت بیان کریں ؟

جواب: حضرت ابو امامہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے ،رسولِ کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ” اے ابنِ آدم ! اگر تم اپنا ضرورت سے زائد مال خرچ کردو تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اور اگر تم اسے رو کے رکھو گے تو یہ تمہارے

حق میں برا ہے اور تمہیں اتنے مال پر ملامت نہ کی جائے گی جو تمہیں قناعت کی صورت میں لوگوں کی محتاجی سے محفوظ رکھے اور اپنے خرچ کی ابتدا اپنے زیرِ کفالت لوگوں سے کرو اوراوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔

سوال: صحابہ کرام کی فضیلت پر حدیث مبارکہ بیان کریں؟

جواب: حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے،سیدِ المرسلین صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ’’میرے صحابہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْھُمْ کو برا بھلا نہ کہو کیونکہ (ان کی شان یہ ہے کہ) تم میں سے کوئی اُحد پہاڑ کے برابر سونا خیرات کر دے تو وہ صحابہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْھُمْ میں سے کسی کے ایک مُد بلکہ اس کے نصف (خیرات کرنے) تک نہیں پہنچ سکتا۔

سوال: جب مسلمان جنت میں جا رہے ہوں گے تو منافق مرد و منافقہ عورتیں مسلمانوں سے کیا کہیں گے ؟

جواب: جب مسلمان بڑی تیزی کے ساتھ جنت کی طرف جا رہے ہوں گے تو اس وقت منافق مرد اور منافقہ عورتیں مسلمانوں سے کہیں گے کہ’’ ہم پر بھی ایک نظر کردو تاکہ ہم تمہارے نور سے کچھ روشنی حاصل کرلیں اور اس روشنی میں ہم بھی تمہارے ساتھ چلیں ۔مومنوں کی طرف سے انہیں کہا جائے گا کہ تم جہاں سے آئے تھے وہیں لوٹ جاؤ اور وہاں نور ڈھونڈو۔اس کے ایک معنی یہ ہیں کہ تم حساب کی جگہ کی طرف لوٹ جاؤ جہاں ہمیں نور دیا گیا ہے اور وہاں سے نور طلب کرو۔دوسرے معنی یہ ہیں کہ تم ہمارا نور نہیں پاسکتے لہٰذانور کی طلب کے لئے پیچھے لوٹ جاؤ ۔پھر وہ نور کی تلاش میں واپس ہوں گے اور کچھ نہ پائیں گے، دوبارہ مومنین کی طرف پھریں گے تواس وقت ان مومنین اور منافقین کے درمیان ایک دیوار کھڑی کردی جائے گی اور اس میں ایک دروازہ ہوگا جس سے جنتی جنت میں چلے جائیں گے ،اس دروازے کے اندر کی طرف جنت اور اس کے باہر کی طرف عذاب ہوگا۔ دیوار کھڑی ہو جانے اور عذاب کا مشاہدہ کرنے کے بعدمنافق مسلمانوں کو اس دیوار کے پیچھے سے پکاریں گے اور کہیں گے کہ کیا دنیا میں ہم تمہارے ساتھ نمازیں نہیں پڑھتے تھے اور تمہارے ساتھ روزے نہیں رکھتے تھے ؟مومنین کہیں گے: کیوں نہیں ،تم ظاہری طور پر ہمارے ساتھ ہی تھے لیکن تم نے تو منافقت اور کفر اختیار کر کے اپنی جانوں کو فتنے میں ڈالا اور گناہوں میں اور اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی میں لگے رہے اور مسلمانوں کے نقصان کے منتظر رہے اور دینِ اسلام کی حقّانیَّت میں شک کرتے رہے اور جھوٹی خواہشات نے تمہیں دھوکے میں ڈالے رکھا اور تم ان باطل امیدوں میں رہے کہ مسلمانوں پر مَصائب آئیں گے تو وہ تباہ ہوجائیں گے یہاں تک کہ موت کی صورت میں اللہ تعالیٰ کا حکم آگیا اوربڑے فریبی شیطان نے تمہیں اللہ تعالیٰ کے بارے میں دھوکے میں ڈالے رکھا کہ اللہ تعالیٰ بڑا حلیم ہے، تم پر عذاب نہ کرے گا اور نہ مرنے کے بعد اُٹھنا ہے نہ حساب ہوگا، تم اس کے اس فریب میں آ گئے۔

سوال: دل کی سختی کے اسباب اور اس کی علامات بیان کریں؟

جواب: دل کی سختی کے مختلف اسباب اور علامات ہیں ، ان میں سے چند یہ ہیں :

(1)...اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غفلت برتنا۔

(2)...قرآنِ پاک کی تلاوت نہ کرنا۔

(3)... موت کو یاد نہ کرنا۔

(4)...بیکار باتیں زیادہ کرنا۔

(5)... فحش گوئی کرنا۔

سوال: اللہ تعالیٰ نے سورہ حدید میں دنیا کے بارے میں کون سی پانچ چیزیں اور ایک مثال بیان فرمائی ہے؟

جواب: وہ پانچ چیزیں یہ ہیں:

(1،2)... دنیا کی زندگی توصرف کھیل کود ہے جو کہ بچوں کا کام ہے اور صرف اس کے حصول میں محنت و مشقت کرتے رہنا وقت ضائع کرنے کے سوا کچھ نہیں ۔

(3)... دنیا کی زندگی زینت و آرائش کا نام ہے جو کہ عورتوں کا شیوہ ہے۔

(4،5)...دنیا کی زندگی آپس میں فخرو غرور کرنے اور مال اور اولاد میں ایک دوسرے پر زیادتی چاہنے کا نام ہے ۔ اور جب دنیا کا یہ حال ہے اور اس میں ایسی قباحتیں موجود ہیں تو اس میں دل لگانے اور اس کے حصول کی کوشش کرتے رہنے کی بجائے ان کاموں میں مشغول ہونا چاہیئے جن سے اُخروی زندگی سنور سکتی ہے۔

مثال: دنیا کی زندگی ایسی ہے جیسے وہ بارش جس کا اُگایاہواسبزہ کسانوں کواچھا لگتا ہے ، پھر وہ سبزہ کسی زمینی یا آسمانی آفت کی وجہ سے سوکھ جاتا ہے تو تم اس کی سبزی (سبز رنگ) جاتے رہنے کے بعد اسے زرد دیکھتے ہو ،پھر وہ پامال کیا ہوا بے کارہوجاتا ہے۔یہی حال دنیا کی اس زندگی کا ہے جس پر دنیا کا طلبگار بہت خوش ہوتا ہے اور اس کے ساتھ بہت سی امیدیں رکھتا ہے لیکن وہ انتہائی جلد گزر جاتی ہے ۔ اس دنیا کے مقابلے میں آخرت ہے جس میں اللہ تعالیٰ کا سخت عذاب بھی ہے جو دنیا کے طلبگاروں ، لَہْو و لَعِب میں زندگی گزارنے والوں اور آخرت سے بے پرواہ لوگوں کیلئے ہے جو بطورِ خاص کفار ہیں جبکہ دوسری طرف آخرت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بخشش اور اس کی خوشنودی بھی ہے جو اس آدمی کیلئے ہے جس نے

دنیا کو آخرت پر ترجیح نہ دی۔ اورحقیقت یہ ہے کہ دنیاکی زندگی تو صرف دھوکے کاسامان ہے۔ دنیا دھوکے کا سامان اس کے لئے ہے جو دنیا ہی کا ہوجائے اور اس پر بھروسہ کرلے اور آخرت کی فکر نہ کرے اور جو شخص دنیا میں رہ کر آخرت کا طلبگار ہو اور دُنْیَوی اَسباب سے بھی آخرت ہی کے لئے تعلق رکھے تو اس کے لئے دنیا آخرت کی کامیابی کا ذریعہ ہے۔

سوال: آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا کہ بارے میں کیا ارشاد فرمایا کوئی ایک حدیث مبارکہ تحریر فرمائیں ؟

جواب: حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا" دنیا ملعون ہے اور اس کی ہر چیز بھی ملعون ہے البتہ دنیا میں سے جو اللہ تعالیٰ کے لئے ہے وہ ملعون نہیں ۔

سوال: لوگوں کو مصیبتیں پہنچتی ہیں اسے اللہ پاک نے لوح محفوظ میں لکھ دینے کی کیا حکمت ارشاد فرمائی ہے ؟

جواب: تمہیں پہنچنے والی مصیبتیں لوحِ محفوظ میں لکھ دینے کی حکمت یہ ہے کہ دنیا کا جو ساز و سامان تمہارے ہاتھ سے جاتا رہے تم اس پر غم نہ کھاؤ اور دنیا کا جو مال و متاع اللہ تعالیٰ نے تمہیں دیاہے تم اس پر خوش نہ ہو اور یہ سمجھ لو کہ جو اللہ تعالیٰ نے مقدر فرمایا ہے ضرور ہونا ہے ،نہ غم کرنے سے کوئی ضائع شدہ چیز واپس مل سکتی ہے اور نہ فنا ہونے والی چیز اِترانے کے لائق ہے، تو ہونا یہ چاہیے کہ خوشی کی جگہ شکر اور غم کی جگہ صبر اختیار کرو ۔

سوال: اللہ تبارک وتعالیٰ نے کتنی اور کون کون سی بابرکت چیزیں آسمان سے نازل فرمائی ؟

جواب: حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے ،نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے چار بابرکت چیزیں آسمان سے زمین کی طرف اتاریں ، (1) لوہا۔ (2) آگ ۔ (3) پانی۔ (4) نمک۔

سوال: لوہا پیدا کرنے کا فائدہ اور مقصد بیان کریں؟

جواب: لوہے کافائدہ یہ ہے کہ اس میں انتہائی سخت قوت ہے، یہی وجہ ہے کہ اس سے اسلحہ اور جنگی ساز و سامان بنائے جاتے ہیں اور اس میں لوگوں کیلئے اور بھی فائدے ہیں کہ لوہا صنعتوں اور دیگر پیشوں میں بہت کام آتا ہے

لوہا نازل کرنے سے مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کودیکھے جوجہاد میں لوہے کو استعمال کر کے اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کرتا ہے حالانکہ اس نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا نہیں ہوا، بیشک اللہ تعالیٰ قوت والا، غالب ہے ،اس کو کسی کی مددکار نہیں اور دین کی مدد کرنے کا اس نے جو حکم دیا یہ انہیں لوگوں کے فائدے کے لئے ہے۔

سوال: بدعت حسنہ اور بدعتِ سَیِّئَہ کسے کہتے ہیں ؟

جواب: دین میں کسی بات کا نکالنا اگر وہ بات نیک ہو اور اس سے رضائے الٰہی مقصود ہو تو بہتر ہے اس پر ثواب ملتا ہے اور اس کو جاری رکھنا چاہیے ،ایسی بدعت کو بدعتِ حَسَنہ کہتے ہیں البتہ دین میں بری بات نکالنا بدعتِ سَیِّئَہ کہلاتا ہے، وہ ممنوع اور ناجائز ہے اور بدعتِ سَیِّئَہ حدیث شریف میں وہ بتائی گئی ہے جو خلافِ سنت ہو، اس کے نکالنے سے کوئی سنت اُٹھ جائے ۔

سوال: کتنے اور کون کون سے لوگوں کہ لیے دگنا اجر ہے ؟

جواب: حضرت ابو بردہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنہُ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں ، رسولُ اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰیعَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا”تین آدمیوں کے لئے دگنا اجر ہے۔(1)اہلِ کتاب میں سے وہ شخص جو اپنے نبی پر ایمان لایا اور محمد مصطفٰی صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر (بھی) ایمان لایا۔(2)وہ غلام جو اللہ تعالیٰ کا حق بجا لائے اور اپنے مالکوں کے حقوق (بھی) پورے کرے۔(3)وہ آدمی جس کے پاس لونڈی ہو تو وہ اس سے وطی کرے اوراسے تہذیب و تعلیم کے زیور سے خوب آراستہ کرے ،پھر اسے آزاد کرنے کے بعد اس کے ساتھ نکاح کر لے تو اس کے لئے دُگنا ثواب ہے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیب ! صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد